سپریم کورٹ رپورٹس (1999) SUPP. 1 ایس سی آر

جوگندر رانا ہک اور دیگران
بنام
ریاست اڑیسہ اور دیگران

4 اگست 1999

(کے۔ ٹی۔ تھامس، ڈی۔ پی۔ مہاپاترا اور یو۔ سی۔ بینرجی، جسٹسز)

مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 - دفعہ 164 - کا دائرہ کار۔ بیان ریکارڈ کرنے کے لئے مجسٹریٹ سے براہ راست رابطہ کرنے والے شخص/گواہ۔ تفتیشی ایجنسی ایسے شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کے لئے مجسٹریٹ سے رجوع نہیں کرتی - ایسے شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کے لئے مجسٹریٹ کا اختیار۔ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164(1) کو مجسٹریٹ کو تحقیقاتی ایجنسی کے ذریعہ غیر مددگار کردہ شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کا اختیار دینے کے طور پر نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔

اپیل کنندگان نے عدالت عالیہ میں عرضی درخواست دائر کرتے ہوئے تفتیشی افسر کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت کسی واقعہ کے سلسلے میں اپنے بیانات ریکارڈ کرنے کی ہدایت دینے اور متعلقہ مجسٹریٹ کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت بیان ریکارڈ کرنے کی ہدایت دینے کی استدعا کی تھی۔ عرضی درخواست میں عدالت عالیہ کی طرف سے جاری کردہ ہدایت کے مطابق مجسٹریٹ نے اپیل کنندگان کے بیانات قلمبند کیے۔ اس کے بعد مخبر نے مذکورہ ہدایت جاری کرنے کے حکم کو واپس لینے کے لئے درخواست دائر کی اور مذکورہ درخواست پر ڈویژن بنچ نے اپیل کنندگان کی جانب سے دائر عرضی درخواست کو مسترد کر دیا اور اپیل کنندگان کے بیانات کو کیس کے ریکارڈ پر رہنے کی اجازت نہیں دی۔ ڈویژن بنچ نے کہا کہ اپیل گزار تفتیشی افسر کے کسی بھی بدنیتی پر مبنی اقدام کو ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہے اور اپیل گزاروں نے منصفانہ

انصاف حاصل کرنے کے لئے درخواست دائر کی لیکن فرد جرم والے ملزمین کی مدد کرنے کے لئے درخواست دائر کی۔ان کی عرضی درخواست خارج کرنے کے عدالت عالیہ کے حکم کے خلاف اپیل گزاروں نے موجودہ اپیل دائر کی ہے۔

اپیل کنندگان نے دلیل دی کہ مجسٹریٹ کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت بیان ریکارڈ کرنے میں وسیع صوابدید حاصل ہے اور یہ خود گواہ کے کہنے پر کیا جاسکتا ہے۔اور یہ کہ تفتیشی افسر بعض صورتوں میں رضامند گواہوں کے بیانات ریکارڈ کرنے سے گریزاں ہوگا اور ایسے گواہوں کے پاس کسی کیس کے بارے میں اپنا موقف ریکارڈ پر رکھنے کا علاج ہونا چاہئے۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت

منعقد : 1۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملزم کا اعتراف جرم مجسٹریٹ کے ذریعہ ریکارڈ کیا جاسکتا ہے۔ایک ملزم ایک یقینی شخص ہوتا ہے جس کے خلاف الزام لگایا جاتا ہے اور مجسٹریٹ اس بات کا پتہ لگا سکتا ہے کہ آیا وہ واقعی ملزم شخص ہے یا نہیں۔اس طرح کا اعتراف اس کے بنانے والے کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔اگر یہ اعترافی بیان ہے تو استغاثہ کو ملزم کے خلاف اس پر بھروسہ کرنا ہوگا۔لیکن ایسا کسی ایسے شخص کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا جو ملزم نہ ہو۔ایسا کوئی بھی شخص براہ راست مجسٹریٹ کے پاس نہیں جاسکتا اور اسے بیان ریکارڈ کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے جو وہ تجویز کرتا ہے۔

(43-جی-ایچ؛44-اے)

2۔ ضابطہ کے باب XII کی دفعات کی اسکیم میں ایسا کوئی سیٹ یا مرحلہ نہیں ہے جس میں مجسٹریٹ کسی اجنبی شخص کے براہ راست اس کے پاس آنے کا نوٹس لے سکے تاکہ اس کا بیان کسی مجرمانہ جرم سے متعلق کسی واقعہ کے سلسلے میں ریکارڈ کیا جاسکے۔اگر ایک مجسٹریٹ ایسے تمام افراد کے بیانات ریکارڈ کرنے کا پابند ہے جو اس سے رابطہ کرتے ہیں تو صورت حال غیر معمولی ہو جائے گی اور ہر مجسٹریٹ کی عدالت ایسے افراد کی مدد کرنے کے مقصد سے پیشگی ریکارڈ بنانے کے مقصد سے ملزم افراد کے کہنے پر پیش کیے جانے والے ایسے متعدد گواہوں سے مزید بھر جائے گی۔[44-جی-ایچ ؛ 4ایس-اے]

3۔ اگر مجسٹریٹ کے پاس ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت کسی بھی شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کا اختیار رہے، یہاں تک کہ تفتیشی افسر کے بغیر بھی، تو اس اختیار کو غیر معمولی معاملوں تک محدود کرنے کی کوئی اچھی وجہ نہیں ہے۔ ایسے گواہوں کے درمیان تقسیم کی لکیر نہیں کھینچی جا سکتی جن کے بیانات مجسٹریٹ کے ذریعہ اس مقصد کے لئے رابطہ کرنے پر ریکارڈ کیے جانے کے ذمہ دار ہیں اور جن کے بیانات ریکارڈ نہیں کیے جائیں گے۔ یہ دلیل کہ ایسے واقعات ہو سکتے ہیں جب تفتیشی افسر رضامند گواہوں کے بیانات ریکارڈ کرنے سے قاصر ہوں گے اور اس لئے ایسے گواہوں کے پاس کسی معاملے کے بارے میں اپنا موقف ریکارڈ کرنے کا مداوا ہونا چاہئے، اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے کہ آیا کوئی ارادہ رکھنے والا گواہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت اپنا بیان ریکارڈ کرانے کے لئے براہ راست مجسٹریٹ سے رابطہ کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ایسے گواہوں کے لئے قانون میں دفعات موجود ہیں، مثال کے طور پر ملزم مقدمے کے دوران انہیں دفاع کے گواہ کے طور پر پیش کر سکتا ہے یا عدالت سے کوڈ کی دفعہ 311 کے تحت انہیں طلب کرنے کی درخواست کی جا سکتی ہے۔ جب اس طرح کے علاج گواہوں (جنہیں تفتیشی افسران یکطرفہ کر سکتے ہیں) کے لئے دستیاب ہیں تو کوئی خاص وجہ نہیں ہے کہ مجسٹریٹ پر ان تمام لوگوں کے بیانات ریکارڈ کرنے کا اضافی کام کیا جائے جو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت اپنے بیانات ریکارڈ کرنے کی درخواست کے ساتھ عدالت کے دروازے پر دستک دے سکتے ہیں۔ لہٰذا ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164(1) کو مجسٹریٹ کو کسی ایسے شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کا اختیار دینے کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا جس کی جانچ ایجنسی کی جانب سے کوئی فنڈ نہ ہو۔ [45-ایف-جی-ایچ؛ 46-اے-بی]

ریاست اڑیسہ بنام اے۔ پی۔ داس، (1979) کٹک لاء ٹائمز 298۔ بھیما بنام ریاست، (1994) 7 اڑیسہ فوجداری رپورٹیں 413؛ محمد سرفراز بنام کراون، 1951 رسالہ فوجداری مقدمہ (لاہور) 1425، سی۔ ڈبلیو۔ معاملے، اے آئی آر (1948) مدراس 489 اور کنجوکٹی بنام ریاست کیرالہ، (1988) رسالہ فوجداری مقدمہ 504، کو مسترد کر دیا گیا۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 735۔

1997 کے او جے سی نمبر 17838 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے 27.1.99 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندگان کی طرف سے جنرنجن داس، کے۔این۔ترپاٹھی، دیب اسیس موہنتی اور کے۔کے ۔مہالک شامل ہیں۔

جواب دہندگان کے لئے آر۔ایس۔جینا۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

تھامس، جسٹس۔اجازت دے دی گئی۔

اڑیسہ عدالت عالیہ کے سامنے ایک عجیب وغریب تحریر دائر کی گئی ہے جس میں ایک فوجداری معاملے سے اجنبی چار افراد نے مجسٹریٹ کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 (مختصر طور پر 'ضابطہ') کے تحت اپنے بیانات ریکارڈ کرنے کی ہدایت دینے کی مانگ کی ہے۔عدالت عالیہ جس نے ابتدائی طور پر اس طرح کی ہدایت جاری کی تھی، بعد میں اس سے دوبارہ فیصلہ کیا اور دوسری سوچ پر حکم کو منسوخ کر دیا اور مذکورہ چار افراد کو معاوضہ ادا کرنے کا حکم دیا۔انہوں نے یہ اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے دائر کی۔

مندرجہ بالا حکم کے پس منظر کا خلاصہ اس طرح کیا جا سکتا ہے 12-8-1997 کو جانومی گاؤں (گنجم ضلع، اڑیسہ) میں پیش آنے والے ایک واقعہ میں، ایک بلرام موہنتی اور اس کا بیٹا زخمی ہو گئے اور بعد میں مذکورہ موہنتی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔متوفی کے بھائی بھگوان موہنتی کی جانب سے فراہم کردہ اطلاع پر ایف آئی آر پرشوتم پور پولیس اسٹیشن میں درج کیا گیا تھا۔ایک جگدیش مورتی اور تین دیگر کو ایف آئی آر میں ملزم کے طور پر نامزد کیا گیا تھا اور اس پر تفتیش شروع کی گئی تھی۔تفتیش مکمل ہونے پر پولیس کی جانب سے مذکورہ ملزمان کے خلاف مجسٹریٹ کے سامنے حتمی رپورٹ پیش کی گئی۔موجودہ چار اپیل کنندگان کے مطابق، حالانکہ جانچ افسر نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 161 کے تحت ان سے پوچھ تاچھ کی تھی، لیکن ان کے بیانات کیس ڈائری میں نہیں رکھے گئے تھے۔

چاروں اپیل کنندگان نے عدالت عالیہ میں ایک عرضی درخواست دائر کی جس میں تفتیشی افسر کو ضابطہ کی دفعہ 161 کے تحت اپنے بیانات ریکارڈ کرنے کی ہدایت دینے اور متعلقہ مجسٹریٹ کو ضابطہ کی دفعہ 164 کے تحت اپنے بیانات ریکارڈ کرنے کی ہدایت دینے کی مانگ کی گئی۔عدالت عالیہ نے 22-12-1997 کے اپنے حکم کے مطابق اپیل کنندگان کو اپنے بیانات ریکارڈ کرنے کے مقصد سے مجسٹریٹ کے سامنے عرضی دائر کرنے کی اجازت دی اور مجسٹریٹ کو ہدایت دی گئی کہ وہ اس طرح کی عرضی پر مناسب حکم جاری کریں۔ مذکورہ حکم کے مطابق اپیل کنندگان مجسٹریٹ کی عدالت میں گئے اور درخواست دائر کی۔تاہم مجسٹریٹ نے بیان ریکارڈ کرنے سے انکار کر دیا۔اپیل کنندگان نے دوبارہ عدالت عالیہ کا رخ کیا اور 24-3-1998 کو ڈویژن بنچ نے مندرجہ ذیل ہدایت جاری کی:

ہم ٹرائل کورٹ کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 کے تحت بیان ریکارڈ کرکے 22-12-1997 کے ہمارے حکم کی تعمیل کرے۔

''ایسا لگتا ہے کہ مجسٹریٹ نے مذکورہ ہدایت کی تعمیل کرتے ہوئے اپیل کنندگان کے بیانات قلمبند کیے۔لہٰذا بھگوان موہنتی (مخبر) نے عدالت عالیہ میں ایک درخواست دائر کی کہ 24-3-1998 کے حکم کو واپس لیا جائے۔مذکورہ حکم جاری کرنے والے ڈویژن بنچ نے دونوں فریقوں کی بات سنی اور اپیل کنندگان کی جانب سے دائر عرضی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے ان میں سے ہر ایک کو'فضول اور بے بنیاد پٹیشن دائر کرنے پر 2500 روپے کا جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیا۔''

ڈویژن بنچ نے کہا کہ درخواست گزار تفتیشی افسر کی کسی بھی بدنیتی پر مبنی کارروائی کو ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں تاکہ معاملے کی مناسب طریقے سے تفتیش نہ کی جا سکے یا کسی مجرم کی اسکریننگ نہ کی جا سکے۔ فاضل جج صاحبان نے اس نتیجے پر پہنچے:

''بنچ نے کہا،'اس لیے اپیل کنندگان کی خود سے پوچھ گچھ کرنے کی بے چینی جانچ ایجنسی یا استغاثہ کی مدد کرنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ ایک ایسے شخص کی حمایت کرنے کے لیے ہے، جس کے خلاف ملزم کے طور پر فرد جرم دائر کی گئی ہے۔ایسے حالات میں رٹ کی درخواست

میرٹ سے عاری ہے۔ اس طرح ایسا لگتا ہے کہ اپیل کنندگان نے منصفانہ انصاف حاصل کرنے کے لئے رٹ درخواست دائر نہیں کی بلکہ چالوں کا استعمال کیا تا کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 161 اور/ یا 164 کے تحت ان کے بیانات ریکارڈ کیے جاسکیں تا کہ فرد جرم والے ملزم کی مدد کی جاسکے۔

دلیل یہ ہے کہ اگر مجسٹریٹ کے پاس کسی گواہ کے کہنے پر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت بیان ریکارڈ کرنے کا اختیار ہے تو یہ اس بات پر غور کرنے کا مرحلہ نہیں ہے کہ آیا گواہ نے مجسٹریٹ سے رجوع کیا ہے یا نہیں کیونکہ اس پہلو کو ٹرائل کورٹ پر چھوڑ دیا جانا چاہئے تھا تا کہ اس کی گواہی کے اعتبار کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جاسکے۔ فی الحال ہم اس سوال کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا کوئی گواہ اپنی تحریک پر مجسٹریٹ سے اس درخواست کے ساتھ رابطہ کرسکتا ہے کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت اس کا بیان ریکارڈ کیا جائے۔

اپیل کنندگان کے وکیل نے نشاندہی کی کہ اڑیسہ عدالت عالیہ نے پچھلے مواقع پر اس قانونی موقف کو منظوری دی ہے کہ مجسٹریٹ کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت بیان ریکارڈ کرنے میں وسیع صوابدید حاصل ہے اور یہ گواہ کے کہنے پر بھی کیا جاسکتا ہے (ریاست اڑیسہ بنام اے۔ پی۔ داس (1979) کٹک لاء ٹائمز 298) اور بھیما بنام ریاست، (1994) 7 اڑیسہ فوجداری رپورٹ 413 کے ذریعہ۔

کچھ دیگر عدالت عالیاں نے بھی یہ نقطہ نظر اختیار کیا ہے (دیکھیے محمد سرفراز بنام کراون، (1951) رسالہ فوجداری مقدمہ (لاہور) 1425) سی۔ ڈبلیو۔ کیس، اے آئی آر (1948) مدراس 489، کنجوکٹی بنام ریاست کیرالہ، (1988) رسالہ فوجداری مقدمہ 504) دونوں فریقوں کے وکیل نے کہا کہ اس عدالت نے اب تک اس سوال پر غور نہیں کیا تھا۔

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 اعترافات کے ساتھ ساتھ بیانات ریکارڈ کرنے سے متعلق ہے۔ ذیلی دفعہ (1) مجسٹریٹ کو ان کو ریکارڈ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ اس میں لکھا ہے:

''کوئی بھی میٹروپولیٹن مجسٹریٹ یا جوڈیشل مجسٹریٹ، چاہے اس کیس میں اس کا دائرہ اختیار ہو یا نہ ہو، اس باب کے تحت یا کسی دوسرے قانون کے تحت، یا اس وقت نافذ العمل کسی بھی قانون کے تحت، یا اس کے بعد کسی بھی وقت انکوائری یا ٹرائل کے آغاز سے پہلے کسی بھی وقت اس کے سامنے کیا گیا کوئی اعتراف یا بیان ریکارڈ کرسکتا ہے۔''

ذیلی دفعہ اور ذیلی دفعات (2) سے (4) تک کی شقیں اس مقصد کے لئے مواد نہیں ہیں کیونکہ ان کا تعلق صرف اعترافی بیانات کی ریکارڈنگ سے ہے۔ ذیلی دفعہ (5) میں کہا گیا ہے کہ گواہ کا بیان اس طریقے سے ریکارڈ کیا جائے گا جس طرح قانون کے تحت شہادت ریکارڈ کی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملزم کا اعتراف جرم مجسٹریٹ کے ذریعہ ریکارڈ کیا جا سکتا ہے۔ ایک ملزم ایک یقینی شخص ہوتا ہے جس کے خلاف الزام لگایا جاتا ہے اور مجسٹریٹ اس بات کا پتہ لگا سکتا ہے کہ آیا وہ واقعی ملزم شخص ہے یا نہیں۔ اس طرح کا اعتراف اس کے بنانے والے کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ اعترافی بیان ہے تو استغاثہ کو ملزم کے خلاف اس پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ لیکن یہ کسی ایسے شخص کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا جو ملزم نہیں ہے۔ ایسا کوئی بھی شخص براہ راست مجسٹریٹ کے پاس نہیں جا سکتا اور اس سے ایسا بیان ریکارڈ کرنے کا مطالبہ نہیں کر سکتا جو وہ کرنا چاہتا ہے۔

دفعہ 164 ضابطہ کے بارہویں باب کے اندر آتی ہے جس میں 'پولیس کو معلومات اور تفتیش کا ان کا اختیار' لکھا ہوا ہے۔ باب کی پہلی تین دفعات کا مقصد ایف آئی آر کے اندراج سے پہلے کے اقدامات سے نمٹنا ہے۔ ان دفعات میں کسی جرم کے بارے میں فسٹ انفارمیشن اسٹیٹمنٹ شامل ہے۔

اگلے دو حصوں میں پولیس کی ذمہ داری ہے کہ وہ مجسٹریٹ کو رپورٹ بھیجے کہ آیا پولیس جانچ کو آگے بڑھائے گی یا نہیں۔ دفعہ 159 مجسٹریٹ کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 157 (2) میں بیان کردہ طریقے سے پولیس سے رپورٹ ملنے پر تحقیقات کی ہدایت دے یا تحقیقات کرے۔

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 160 پولیس کے اختیارات اور فرائض سے متعلق ہے جو ایسے افراد سے پوچھ گچھ (بشمول پوچھ گچھ) سے متعلق ہے جو کیس کے حقائق اور حالات سے واقف ہیں اور مقدمے میں اس طرح کے بیانات کے استعمال کے بارے میں بھی۔ مندرجہ بالا سیاق وسباق میں اس باب میں دفعہ 164 کو شامل کیا گیا ہے تا کہ اعترافات اور بیانات کو ریکارڈ کیا جا سکے۔

دفعہ 165 سے 173 کے تحت ضابطہ اخلاق میں ایسی دفعات کا تعین کیا گیا ہے جنہیں پولیس کو تفتیش کے معاملے میں فالو اپ اقدامات کے طور پر اپنانا ہوگا اور اس طرح کی تحقیقات کے اختتام پر ان کی تعمیل کرنے کی ضروریات بھی ہیں۔

دفعہ 173 میں کہا گیا ہے کہ تفتیش مکمل ہونے پر تھانے کا انچارج مجسٹریٹ کو ایک رپورٹ بھیجے گا جس میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ ان افراد کے نام بھی بتائے جائیں گے جو معاملے کے حالات سے واقف نظر آتے ہیں۔ دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (5) کے تحت ضروری ہے کہ پولیس افسر مذکورہ رپورٹ کے ساتھ مجسٹریٹ کو بھیجے گا (الف) وہ تمام دستاویزات یا متعلقہ اقتباسات جن پر استغاثہ بھروسہ کرنا چاہتا ہے اور (ب) دفعہ 161 کے تحت درج تمام افراد کے بیانات جن سے استغاثہ اپنے گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے۔

یہاں تک کہ جب پولیس کی طرف سے ذیلی دفعہ (8) کے تحت اشارہ کردہ مزید تفتیش کی جاتی ہے، تو انہیں پچھلی ذیلی دفعات میں شامل تمام تقاضوں کی تعمیل کرنی ہوتی ہے۔

مذکورہ دفعات کی اسکیم میں ایسا کوئی سیٹ یا مرحلہ نہیں ہے جس میں مجسٹریٹ کسی اجنبی شخص کے براہ راست اس کے پاس آنے پر نوٹس لے سکے کہ اس کا بیان کسی مجرمانہ جرم سے متعلق کسی واقعہ کے سلسلے میں ریکارڈ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک مجسٹریٹ ان تمام افراد کے بیانات ریکارڈ کرنے کا پابند ہے جو اس سے رابطہ کرتے ہیں تو صورتحال غیر معمولی ہو جائے گی اور ہر مجسٹریٹ کی عدالت میں ملزمین کے کہنے پر پیش کیے جانے والے ایسے متعدد گواہوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

مدراس عدالت عالیہ کے سی ڈبلیو معاملہ (سپرا) گووندامینن (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) نے اس خیال کا اظہار کیا کہ:

''یہ ضروری نہیں ہے کہ مجسٹریٹ کو پولیس کے ذریعے پیش کیا جائے تاکہ وہ بیان ریکارڈ کر سکے۔ ایسی مثالیں ہو سکتی ہیں جہاں پولیس کسی نہ کسی وجہ سے گواہ کا بیان ریکارڈ کرنے کی خواہش نہیں کر سکتی ہے۔ ایسے معاملے میں گواہ کو مجسٹریٹ کے پاس جانے اور اس سے بیان ریکارڈ

کرانے کی درخواست کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر کوئی مجسٹریٹ اپنا بیان ریکارڈ کر کے اسے عدالت میں بھیج دیتا ہے جہاں جانچ یا ٹرائل جاری ہے تو اس کے عمل میں کچھ بھی غلط نہیں ہے۔

اس کے باوجود واحد جج نے احتیاط کا ایک نوٹ اس طرح دیا:

''لیکن اس طرح کی بات بہت غیر معمولی ہوگی، کیوں کہ مجسٹریٹ میں ہمیشہ یہ صوابدید ہوتی ہے کہ وہ بیان ریکارڈ کرنے سے انکار کرے۔ عام طور پر، جب کوئی پولیس افسر مجسٹریٹ سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت حلف پر کسی گواہ کا بیان ریکارڈ کرنے کی درخواست کرتا ہے، تو مجسٹریٹ اس طرح کی درخواست کو مسترد نہیں کرے گا۔ لیکن جب کوئی نجی پارٹی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 کے تحت مجسٹریٹ کے اختیارات کا استعمال کرنا چاہتی ہے تو مجسٹریٹ کو کارروائی کرنے یا کام کرنے سے انکار کرنے میں بہت وسیع صوابدید حاصل ہوتی ہے۔

ریاست اڑیسہ بنام اے پی داس، (اوپر) اور کنجوکٹی بنام ریاست کیرالہ، (اوپر) میں واحد ججوں نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔

اگر مجسٹریٹ کے پاس ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت کسی بھی شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کا اختیار ہے، یہاں تک کہ تفتیشی افسر کے بغیر بھی، تو اس اختیار کو غیر معمولی معاملوں تک محدود کرنے کی کوئی اچھی وجہ نہیں ہے۔ ہم ان گواہوں کے درمیان تقسیم کی لکیر کھینچنے سے قاصر ہیں جن کے بیانات مجسٹریٹ کے ذریعہ اس مقصد کے لئے رابطہ کرنے پر ریکارڈ کیے جانے کے ذمہ دار ہیں اور جن کے بیانات ریکارڈ نہیں کیے جائیں گے۔ یہ دلیل کہ ایسے واقعات ہو سکتے ہیں جب تفتیشی افسر رضامند گواہوں کے بیانات ریکارڈ کرنے سے قاصر ہوں گے اور اس لئے ایسے گواہوں کے پاس کسی معاملے کے بارے میں اپنا موقف ریکارڈ کرنے کا علاج ہونا چاہئے، اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے کہ آیا کوئی ارادہ رکھنے والا گواہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت اپنا بیان ریکارڈ کرانے کے لئے براہ راست مجسٹریٹ سے رابطہ کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ایسے گواہوں کے لئے قانون میں دفعات موجود ہیں، مثال کے طور پر ملزم مقدمے کے دوران انہیں دفاع کے گواہ کے طور پر پیش کر سکتے ہیں یا عدالت سے ضابطہ کی دفعہ 311 کے تحت انہیں طلب کرنے کی درخواست کی جا سکتی

ہے۔جب گواہوں (جنہیں تفتیشی افسران کی جانب سے نظر انداز کیا جاسکتا ہے) کے لیے اس طرح کے مداوے دستیاب ہوتے ہیں تو ہمیں کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی کہ مجسٹریٹ پر ان تمام لوگوں کے بیانات ریکارڈ کرنے کا اضافی بوجھ کیوں ڈالا جائے جو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت اپنے بیانات ریکارڈ کرنے کی درخواست کے ساتھ عدالت کے دروازے پر دستک دے سکتے ہیں۔

دوسری طرف، اگر ایسے افراد کے لئے اندر داخل ہونے کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اگر مجسٹریٹس کو ان کے بیانات ریکارڈ کرنے کی ذمہ داری کے تحت رکھا جاتا ہے، تو مجرموں کی سرپرستی میں بہت سے لوگ مجرموں کی مدد کے مقصد سے پیشگی ریکارڈ بنانے کے مقصد سے مجسٹریٹ عدالتوں کے پورٹل کے سامنے جمع ہو سکتے ہیں۔موجودہ معاملے میں ملزمین کی جانب سے ضمانت دینے کے لئے پیش کی گئی ایک دلیل ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت مجسٹریٹ کے ذریعہ درج چار اپیل کنندگان کے بیانات پر مبنی تھی۔ اس طرح کے منظر نامے کو کھولنا تحقیقات کا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی انصاف کی انتظامیہ کے لئے اس طرح کے اقدام کو ضروری سمجھا جاسکتا ہے۔

لہٰذا مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد، ہم ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 (1) کی تشریح کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ مجسٹریٹ کو کسی ایسے شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کا اختیار حاصل ہے جس کی جانچ ایجنسی کی طرف سے کوئی فنڈ نہیں ہے۔عدالت عالیہ نے اس معاملے میں چار اپیل کنندگان کے بیانات کو ریکارڈ پر رکھنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ظاہر ہے، اگر کسی فریق کو اس کی ضرورت ہو تو مذکورہ کورس مقدمے کے دوران پیش کیے جانے والے ان کے ثبوتوں کے بارے میں کسی تعصب کے بغیر ہو گا۔

آخری دلیل یہ تھی کہ عدالت عالیہ کو اپیل گزار کو جرمانہ ادا نہیں کرنا چاہئے تھا، کیونکہ انہوں نے اڑیسہ عدالت عالیہ کے ذریعہ پہلے کے مواقع پر طے کردہ قانونی موقف کے پیش نظر عدالت سے رجوع کیا تھا۔لاگت کا حکم عدالت عالیہ کی صوابدید پر دیا گیا تھا، اور ہمارے لئے اس طرح کی صوابدید میں مداخلت کرنا مناسب نہیں ہے۔

اسی کے مطابق اپیل نمٹا دی جاتی ہے۔

اے کے ٹی

اپیل نمٹا دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:20
I am the author of this
document